سید حبیب اللہ شاہ حقانی

مدرس جامعہ ابوہریرہ

تعزیتی ریفرنس کی روداد

حادثات سے کسی کو مفر نہیں کبھی حادثہ ملکی سطح پر اور کبھی بین الاقوامی سطح پر دل ودماغ کو متاثر اور غم کی کیفیات سے دوچار کرتا ہے کبھی یہی حادثہ خاندان اور قبیلہ کے لئے درد ورنج کا باعث بنتا ہے اور کبھی انفرادی نوعیت کے اثرات مرتب کرتا ہے۔ مگر ایک ایسا حادثہ جو پوری ملت اسلامیہ کے لئے ملال اور حزن کا سبب بنے جب وقوع پذیر ہوتا ہے تو اس کے اثرات بھی دور تک دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی رحمہ اللہ کا حادثہ وفات بھی امت کے ان نقصانات میں سے ایک نقصان تھا جن کا اثر بہت دیر تک محسوس کیا جاتا رہے گا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ حادثہ ہے کہ امت اب جس کی متحمل ہی نہیں اور اس بار رنج والم کو اٹھانے کا اپنے اندر حوصلہ بھی نہیں رکھتی۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی کی وفات ابھی دس ہی دن ہوئے تھے کہ جامعہ حقانیہ کے مشائخ واساتذہ اور منتظمین نے ۱۲ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات بعد از ظہر ایک تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کرایا جس میں ملک بھر کے ممتاز علماء، مشائخ، اور زعماءِ قوم وملت نے شرکت کی۔ اکابرین، مشائخ، اور زعماء کے لئے ایوان شریعت ہال دارالحدیث کے سٹیج پر نشستیں بنائی گئی تھی۔ سب حضرات اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوئے۔ تو تقریب کا آغاز ہوا، سٹیج سیکرٹری کے فرائض فخر حقانی برادری مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ انجام دے رہے تھے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تل دھرنے کی جگہ نہیں دارالعلوم حقانیہ کے زیر تعمیر مسجد اور احاطوں میں بھی لوگ ہی لوگ تھے۔ سب اپنے محبوب شیخ کی یاد میں منعقد ہونے والے کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ تاکہ اکابر ومشائخ کی دیدار بھی ہوں۔ ان کے فیوضات سے مستفیض بھی ہوں اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے لئے ایصال ثواب بھی، بہرحال! جب راقم ہال میں پہنچا تو خاندان حقانی کی مایہ ناز عالم دین مولانا عرفان الحق اظہار مدظلہ کا بیان جاری تھا۔ آپ نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے علوم وفیوض اور اصاغر نوازی کے بارے میں مختلف واقعات

سنائے ۔انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ ’’حضرت شیخ رحمہ اللہ‘‘ طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ، ان کی مزاج میں سختی نہیں تھی ، حضرت شیخ ملنگ آدمی تھے ۔آپ کی زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منور تھی ۔گھر کے کام میں بھی حصہ لیتے ایک طالب علم بھی آتے اور دعوت دیتے تو ان کے ساتھ بھی جاتے ۔حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ساری زندگی دارالعلوم حقانیہ میں گزری ۔حضرت شیخ کے نام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے بہت سے خطوط تھے میں نے ان سے کہا کہ مجھے دکھا دیں کہ میں دیکھ لوں تو انہوں نے ایک خط جو 1953 میں لکھا گیا تھا دکھایا ۔اس میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھا تھا ’’دین کے خار دار میدان میں آجاو اللہ تعالیٰ گل وگلزار بنادے گا‘‘

تقریب کا باقاعدہ آغاز مولانا قاری حمایت الحق لبیبؔ استاد دارالعلوم حقانیہ کے تلاوت سے ہوا ، تلاوت کے بعد مولانا محمود الحسن نے دارالعلوم کے بارے میں ترانہ پڑھا جس کے پہلے اشعار درجہ ذیل ہیں ۔

تعلیم عارفانہ انداز ساحرانہ
یہ مدرسہ ہمارا ہے علم کا خزانہ

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

مولانا حقانی صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: مرد قلندر ، محدث جلیل ، مجاہد کبیر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کی تعزیت کے سلسلے میں یہ ریفرنس منعقد ہوا ہے ۔اکابرین ، عمائدین ، اور قائدین تشریف فرما ہیں ۔ان شاء اللہ! خطابات بھی فرمائیں گے ۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ علم وعمل کا گہوارہ موجود ہے ، اساتذہ بھی موجود اور طلبہ بھی موجود ہیں لیکن وہ ہنستا مسکراتا چہرہ وہ شفقت بھری نگاہیں وہ حدیث کا محبّ صادق وہ جو اس عظیم دارالحدیث کا رونق ہوا کرتا آج نگاہیں انہیں ڈھونڈ رہی ہیں اور مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی آرہے ہیں ۔

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی ، نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں ، یہ آرہے ہیں وہ جارہے ہیں

حضرت شیخ رحمہ اللہ ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے اولین تلمیذ خاص اور ان کے دست راست تھے ۔جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اولین طالب علم تھے ۔شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کے یار غار اور رفیق خاص تھے ۔ان کے نام اپنا آخری خط لکھا اس سے آپ کی دارالعلوم کے اساتذہ اور حقانی خاندان اور حقانی فضلا سے محبت عیاں ہوتی ہے آپ نے بستر مرگ سے حضرت مولانا سمیع الحق کو یوں خط لکھا مخدوم المشائخ ، احب الاصدقاء ، معالی السعادۃ ، والسیادۃ الشیخ سمیع الحق حفظہ اللہ ورعاہ!

خط عربی میں تھا حضرت حقانی صاحب نے خط کا ترجمہ حاضرین کو سنایا ۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے سٹیج پر بیٹھے مہمانوں کا تعارف کرایا۔اور حضرت شیخ کے مقام ومرتبہ پر خطاب فرماتے ہوئے کہا۔اورسب سے پہلے حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد کو دعوت دی ۔انہوں نے بعد از حمد وصلوٰۃ ارشاد فرمایا ''الموت تحفۃ المؤمن'' آج میری حاضری حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی رحمہ اللہ کی تعزیت کے سلسلہ میں ہے تعزیت تواس سے کی جاتی ہے۔جو کسی کے وفات سے متاثر ہو اور غمزدہ ہوں۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے متاثر اور غمزدہ ہونے والا صرف ان کا گھرانہ نہیں ہے ان کا محلّہ نہیں ہے ان کا ادارہ نہیں ہے بلکہ تمام علمی دنیا اور تمام جہادی دنیا ان کی وفات کے صدمے سے متاثر ہے۔ اوران متاثرین میں میں بھی شامل ہوں۔آج یہ حاضری اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ میں اس ادارے کے اساتذہ اورطلبہ کوتسلی دوں بلکہ میری حاضری کا مقصد یہ ہے کہ میں بھی غمزدہ ہوں اور آپ بھی غمزدہ ہیں مل کے بیٹھ کر ایک دوسرے کا غم بانٹیں اور کم کریں۔

موت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیمات اوراپنے دوستوں کونوازا ہے۔دشمن کو آج تک یہ چند چیز نہیں دی بطور نعمت ، کیونکہ انہیں تو بطور عذاب وسزا کے دیا جاتا ہے۔یہ موت انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے،قبر میں جانا سنت ہے،قبر سے طبعی طور پر وحشت ہوئی مگر جب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا استحضار ہوتو وحشت نہیں ہوگی۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مختلف جہات سے ہمارے بڑے تھے۔وہ مسند تدریس پر بھی مسند حدیث پر بھی تشریف فرما تھے اور وہ اپنے زمانے کے مجاہدین کے امیر اور رہنما بھی تھے،جنگ سے دنیا بڑی ڈرتی ہے مگر اسلامی جنگ کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اس سے امن نکلتا ہے۔انصاف پیدا ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کا علَم لے کے دنیا کے جس کونے میں گئے ہیں وہاں سے بے انصافی ختم ہوئی اور امن قائم ہوگیا۔

ہمارے بزرگوں نے ایک زمانے میں روس سے جنگ کی اور روس کو شکست دی۔شکست دینے کے بعد مختلف گروہ آپس میں لڑ پڑے اور بدامنی قائم ہوگئی۔اس وقت اگر کسی نے امن قائم کیا تو ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ اسی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ تھے اللہ تعالیٰ نے بے وسیلہ طالبان سے کام لیا اور تھوڑے عرصے کے اندر ایسا امن قائم کیا ،جس کا مثال آپکو برطانیہ میں نہیں ملے گا۔امریکہ میں نہیں ملے گا۔ بلکہ دنیا کی کسی ملک میں نہیں ملے گا۔سعودی عرب کو آپ مستثنیٰ کرلیں باقی ایسا امن آپ کو کہی نہیں ملے گا۔جیسا امن ان درویشوں نے قائم کیا۔ ان درویشوں کے پاس کیا چیز تھی؟ کیا ان کے پاس اسلحہ کے ذخائر تھے؟ کیا ان کے پاس فوجیں تھیں؟......ان کے پاس صرف دو چیزیں تھیں۔ ا: اخلاص ۲: ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی رحمہ اللہ، اور ہمارے اکابر جو

بیٹھے ہوئے ہیں انکی تعلیمات ان کے پاس موجود تھی۔ آج ہمارے ملک کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ وہ امن کا ہے۔ ملک کو امن درکار ہے۔ اب نسخہ امن کیا ہے؟ یہ ان اکابر سے رہنمائی لی جائے۔ ان اکابر نے اس سے زیادہ بدامنی میں ڈوبے ہوئے ملک میں امن قائم کر کے دیا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک کو لبرل اور جمہوری بنانے کے لئے کوشش کرتے رہے تو جیسے دوسرے جمہوری اور لبرل ممالک امن کے لئے ترستے ہیں تو ہم بھی اسی طریقے سے ترستے رہیں گے۔

آج ہم بھی اسی بات کا عہد کر کے اٹھیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں جس مشن پر لگایا ہے ہم اس مشن پر ڈٹے رہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مولانا محمد طیب صاحب کے بیان اور خطاب کے بعد وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر اور جامعہ حقانیہ کے نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کو استقبالیہ کلمات کی دعوت دی گئی۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا: اینما تکون یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ o صدق اللہ العظیم

محترم قائدین ملت، محدثین، مشائخ، معزز علماء اور عزیز طلبہ!

میں تقریر کے لئے نہیں اٹھا، وقت کم ہے قائدین اور دانشور علماء الحمد للہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ وہ بیانات فرمائیں گے۔ میں صرف آپ کی خدمت میں تشکر کے الفاظ پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس مختصر سی منعقد کئے گئے پروگرام میں اپنے اعذار و مصروفیات کے باوجود تشریف لا کر ہمیں عزت بخشی، ابھی ایک ہفتہ کے قلیل مدت میں ،ان میں سے بعض مشائخ کے لئے چلنا بھی مشکل ہے اس کے باوجود آپ کی تشریف آوری پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالیہ، بندہ خادم، (حضرت مولانا انوار الحق) تمام اساتذہ کرام مشائخ اور تمام طلبہ جامعہ آپ کے ممنون اور شکر گزار ہیں اور آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کے مراتب کو بلند فرمائیں۔ اور آپ کا یہ آنا اس خطہ کے لئے اور دارالعلوم حقانیہ کے لئے اور تمام دینی مدارس کے لئے ایک خوش آئند نتیجہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مدارس کی حفاظت و نصرت فرمائیں۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ جسے ہم کھو گئے ہیں۔ عظیم مفکر، محدث، مجاہد تھے۔ اور بے پناہ صلاحیتوں اور اوصاف سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا۔

یہ اکابر ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر ان شاء اللہ تعالیٰ روشنی ڈالیں گے۔ جس قوم نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو بلا دیا ہے۔ تو تاریخ شاہد ہے کہ تاریخ سے وہ بھی مٹ گئی۔ ہمیں اپنے اکابر و اسلاف کے کارناموں پر قدم بہ قدم چلنا ہیں اور اسے لائحہ عمل بنانا ہے۔ پاکستان میں بڑے بڑے علماء، مشائخ اور سیاست دان گزرے ہیں

لیکن ان کے کارناموں کا صرف ذکر ہوتا ہے۔اس پر عمل کی جانب کوئی نہیں جاتا۔اس وجہ سے ہمارا ملک پسماندہ غیر ترقی یافتہ ملکوں میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت شیخ صاحب اور جملہ اصحاب علم جو رخصت ہو چکے ہیں کے کارناموں کو زندہ رکھنے اوران پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ میں ایک بار پھر آپ حضرات کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ آپ کا آنا مبارک فرمائے ۔شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب کے استقبالیہ کلمات کے بعد حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب مدظلہ کو دعوت دی گئی ۔

مولانا قاری محمد عبداللہ بنوں

قاری عبداللہ صاحب نے فرمایا: تمام حضرات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدت ومحبت کے ساتھ درود شریف پڑھ لیں ۔اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

اسلامی سیاست کے امیر استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اورحاضرین مجلس! جس دارالحدیث میں آپ جمع ہیں اور دارالحدیث کا یہ منظر دیکھ رہے ہیں ۔ یہ دارالحدیث آج یتیم ہو چکا ہے ۔حضرت العلامہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوگیا تو طلبہ رونے لگے تو شیخ الاسلام والمسلمین مرشد الہند والحجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا : کم عقلو!تم کیوں رو رہے ہو۔آج تو رونا علماء کو چاہئے کہ انہیں انور شاہ کشمیری جیسے عقد کو حل کرنے والا کہاں ملے گا لہٰذا علامہ سید شیر علی شاہؒ کی تعریف آپ ’’تفسیر حسن بصری‘‘ میں دیکھئے ۔تفسیر سورۃ کہف‘‘میں دیکھیں ۔’’مکاتیب مشاہیر میں دیکھیں ۔ میں ایک بات عرض کرتا ہوں آج سب کی جوڑی موجود ہے مگر مولانا سمیع الحق اپنی جوڑی کے بغیر بیٹھے ہیں وہ آپ کے رفیق اوریار غار تھے ۔مولانا سمیع الحق کی جوڑی تھے یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں ۔ جب مولانا محمد یوسف کاندھلوی کا انتقال ہوا تو مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ نے جنازہ کے وقت مولانا پالن پوری رحمہ اللہ کو آواز دیکر کہا: پالن پوری صاحب !سب کی جوڑی موجود میری جوڑی چلی گئی ہے۔

آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے روضہ کے سامنے بیٹھ کر مولانا سمیع الحق صاحب کو خط لکھا: کہ آپ دارالعلوم دیوبند جانے کیلئے مصروف ہو گے لیکن یہاں تو میرا دل بھی چاہتا ہے کہ آپ کیساتھ جاؤں ......’’پھر بہت سارے جذبات کا اظہار کیا اور ہر جگہ یہی کہتے ہیں کہ یہ سب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے برکات ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے نام خط لکھتے ہیں تو تراب الاقدام اورخویدم جیسے الفاظ آخر میں لکھتے ہیں اپنے استاد اوراپنے مادر علمی سے تعلق اور محبت کوئی ان سے سیکھے ۔ان خطوط میں سے بہت ساری باتیں ہیں طلبہ کرام اسے ضرور پڑھیں۔

مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ بڑے عالم تھے مگر مدرسہ کی ترقی مولانا احمد الرحمٰن صاحب کے دور میں ہوئی

۔مفتی محمد شفیع صاحب بڑے آدمی تھے مگر دارالعلوم کی ترقی مولانا رفیع عثمانی کے دور میں ہوئی۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ عظیم محدث تھے۔لیکن دارالعلوم کی ترقی اس مرد قلندر مولانا سمیع الحق صاحب کے دور میں ہوئی۔

مولانا شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ملنگ آدمی تھے۔ مولانا مفتی محمد قاسم بن مولانا محمد امیر بجلی گھر صاحب جب مولانا نصیر الدین غورغوشتوی پر کتاب ''تجلیات غورغوشتوی'' لکھ رہے تھے۔تو اکوڑہ خٹک آئے اور مولانا شیر علی شاہ صاحب بنفس نفیس ان کے ساتھ غورغوشتو گئے۔اور انہیں مطلوبہ معلومات فراہم کرائیں۔ میں اپنی بات مولانا نصیر الدین غورغوشتوی رحمہ اللہ کی اس بات پر ختم کرتا ہوں وہی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ صوبہ سرحد کے ''شاہ ولی اللہ'' ہیں انہوں نے فرمایا تھا مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے بارے میں کہ ''میرے دنیا سے جانے کے بعد میری دعاؤں کی تعبیر دارالعلوم حقانیہ ہے'' اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

مولانا محمد ابراہیم فانی رحمہ اللہ نے مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کے بارے میں کہا تھا کاش فانی صاحب زندہ ہوتے تو اپنے استاد کے بارے میں پتہ نہیں کس قسم دل دوز مرثیے بناتے فانؔی کی روح سے معذرت کے ساتھ یہ دو شعر حضرت شیخ شیر علی شاہ صاحب کی نذر کرتا ہوں۔

ماہر علم شریعت اک مجاہد سرفروش
پیکر علم وبسالت باوفا وخوش مقال
رخصت ان کی فانی عاجز ہے ملی سانحہ
اس جدائی پر ہیں اہل درد دیں وقف ملال

حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مدظلہ کے بیان کے بعد حضرت حقانی صاحب نے مرد قلندر، مجاہد کبیر شیخ کبیر شیخ طریقت مرشد العلماء حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کو دعوت دی۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب

آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا: جتنے بھی حضرات تشریف رکھتے ہیں۔ سب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ساتھ آہستہ آہستہ ذکر بھی کرتے جائیں۔ اور ایصال ثواب کرتے رہو۔ یہ مبارک درسگاہ ہے، میرے مخدوم زادے اور میرے حضرت کے صاحبزادے بالخصوص حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ،حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور دیگر صاحبزادگان اور اساتذہ تشریف فرما ہیں۔ میں اس ادارے کا ایک ادنیٰ خادم اور یہی سے مجھے سند ملی ہے اور اس وقت سچی بات یہ ہے کہ ہم کون سی بات کریں لیکن مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گلدستہ مسجد نبوی شریف میں قائم کیا تھا۔ جہاد کا، دعوت وتبلیغ کا،علم کا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اور جتنے شعبے وہاں تھے، الحمد للہ! دارالعلوم دیوبند نے وہ سارے شعبے قائم کئے۔اور اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ دارالعلوم دیوبند

نے ساری دنیا میں وہ شعبے قائم کئے خاص کر دارالعلوم حقانیہ میں وہ شعبے قائم ہوئے اس وجہ سے دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی کہلاتا ہے اور میرے استاد شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ وہ جامع الصفات والکمالات تھے وہ عظیم مجاہد بھی تھے، عظیم صوفی بھی تھے، عظیم عالم بھی تھے، عظیم محقق بھی تھے، عظیم محدث بھی تھے، عظیم مبلغ بھی تھے اور عظیم استاد بھی تھے۔

دارالعلوم حقانیہ میرے شیخ محدث کبیر مولانا عبدالحق کی کرامت ہے کہ مخلصانہ قدم اٹھایا اخلاص کو دیکھئے میں اکثر علماء سے کہتا ہوں: کہ اے علماء! اے طلباء! ہمارے شیخ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ یہ عام رواجی عالم نہیں تھے۔ وہ اہل اللہ تھے۔ صحیح عقائد والے حقانی علماء تھے۔ آئیں ہم ان کے نقش قدم پر قدم اٹھائیں۔ ان جیسی زندگی بنائیں۔ انکے نقش قدم پر چلیں گے تو تب کام بنے گا۔ رواجی تعزیتیں فائدہ نہیں دیگا۔ آج ہم مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ اور ہمارے سب کے محسن ومربی مولانا عبدالحق صاحب ان جیسی زندگی بنائیں وہ راتوں کو رویا کرتے تھے۔ دن ان کا مسند تدریس پر گزرتا، اور رات اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے میں۔ وبالنهار فرسان وبالليل رهبان

وہ ایسے لوگ تھے کہ طلبہ کو سبق پڑھاتے تو رات کو ان کے لئے اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعائیں بھی مانگتے۔ جہاد بھی کرتے تھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ''مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صالحین ومتقین کے ساتھ ہو جاو۔ ان کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں: کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو پھوٹی۔ اسی طرح امام لاہوری رحمہ اللہ اور مولانا موسیٰ خان البازی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے قبور سے خوشبو مہکی تو ہمیں بتایا کہ ان جیسی زندگی بناو۔ ان کے لیے ایصال ثواب بھی کریں اور یہاں دارالعلوم حقانیہ سے وفا بھی کریں۔ حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے علامہ تھے دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کو ان کا احترام کرتے دیکھا ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ کو ان کا احترام کرتے دیکھا ہے۔ وہ میدان علم کے مانے ہوئے شہسوار مگر میں سلام کرتا ہوں اس مرد درویش کو کہ انہوں نے اپنے شیخ اور اپنے استاد سے وفا کی ان کے بچوں اور صاحبزادگان سے وفا کی۔ حقانیہ کے بچوں! حقانیہ سے وفا کرو گے؟ حقانیہ کی مالی وجانی مدد کرو گے؟ حقانیہ ہماری مادر علمی ہے۔ اس کے ساتھ تعلق استوار بناو گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ مجاہد سربکف تھے وہ امیر قافلہ — روز وشب درس احادیث وقرآن تھا مشغلہ
قابل صدر شک تھا یہ ذوق وشوق وولولہ — باوجود ضعف وپیری واہ واہ یہ حوصلہ

شیخ محمد یعقوب (رہنما جماعۃ الدعوۃ)

شیخ محمد یعقوب کو دعوت خطاب دیا گیا آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا ''حضرات قائدین محترم

علماء کرام مشائخ عظام طالبان علوم نبوت اور حاضرین مجلس!

اہل علم کا دنیا سے اٹھ جانا دنیا سے کوچ کر جانا قیامت کی علامات ونشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتقوم الساعة حتی یقبض العلم ویکثر الزلازل۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک علم نہ اٹھایا جائے اور زلزلے کثرت سے نہیں آئیں گے اور آج یہ مناظر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسوقت خیبر پختونخواہ کا پورا علاقہ زلزلوں کی لپیٹ میں ہے اور یہاں خیبر پختون خواہ کا واقعہ ہے کہ یہاں اس مسند پر بیٹھ کر قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دینے والی نامور شخصیت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ دنیا سے کوچ کر گئے۔زلزلے بھی آرہے ہیں علماء بھی اٹھ رہے ہیں۔ان من اشراط الساعة ان یرفع العلم قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم کو اٹھایا جائے گا۔علم کا اٹھ جانا قیامت کی نشانی ہے۔لیکن ڈاکٹر صاحب نے ہمارے لئے کیا سبق چھوڑا ہے؟ ایک تو قال اللہ اور قال الرسولصلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو دنیا میں عام کرنا ہے دوسرا صیہونیوں، صلیبیوں، ہندوؤں اور اسلام و پاکستان کے دشمنوں کے خلاف علَم جہاد گرنے نہیں دینا میں پوچھنا چاہتا ہوں۔جامعہ حقانیہ کے فرزندو! کیا جہاد کے اس پرچم کو گرنے تو نہیں دو گے؟ اس پرچم کو سرنگوں تو نہیں ہونے دوں گے؟ اس پرچم کو چودہ صدیوں پہلے حبیب رب کائنات امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا تھا اور وہ پرچم جسے ابنائے حقانیہ نے بھی اٹھایا ہے وہی پرچم آج بحمد للہ سربلند ہے اور اس وقت تک سربلند رہے گا۔جب تک شہادت کا خون گرتا رہے گا، جب تک جذبہ جہاد برقرار رہے گا۔تو جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار ہوکر کائنات کے تمام دشمنوں کے خلاف اور پاکستان کے دشمن کے خلاف پرچم بلند رکھو گے؟

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ بحمد اللہ اسی مسند پر بیٹھ کر کتاب المغازی اور کتاب الجہاد پڑھاتے ہیں قال اللہ اور قال الرسول کی تعلیم وترغیب دیتے اور غزوات کے ابواب کو پڑھاتے ہیں یہی ابواب آپ کے والد مکرم حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ پڑھایا کرتے تھے۔وہی ابواب اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔یہی ابواب پڑھتے جاؤ حقانیہ کے بیٹو! اور پوری دنیا میں اسلام کا پرچم سربلند رکھو۔

میں تو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا بہت قدر کرتا ہوں وہ جہاں بھی ہوتے ہمارے بزرگ ہیں میر ے ایک طرف امیر المجاہدین حافظ محمد سعید حفظہ اللہ ہے اور دوسری طرف استاد المجاہدین وامام المجاہدین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ جلوہ افروز ہیں۔جن کا جہاد سے بھی تعلق ہے۔قلم وقرطاس سے بھی تعلق ہے۔درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ سے بھی تعلق ہے۔یہی وہ لوگ ہیں۔جن کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

الخیل واللیل والبیداء تعرفنی والرمح والقرطاس والقلم

متنبّی نے کہا تھا اور میں نے تو اکثر مرتبہ مولانا سمیع الحق صاحب کو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقانیہ کی جو مسند عطا کی ہے یہ پارلیمنٹ کی چیرمین کی کرسی سے بھی افضل ہے، سپیکر کی کرسی سے بھی افضل ہے، وزیر اعظم کی کرسی سے بھی افضل ہے، صدر کی کرسی سے بھی افضل ہے۔ اور بڑے بڑے بادشاہوں کے تختوں سے بھی زیادہ افضل ہے، کیونکہ یہ وہ مسند ہے جہاں سے قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیتے ہیں اور اس مسند کا مقابلہ دنیا کی کوئی مسند نہیں کر سکتا۔

آخر میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے لئے دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قبر کو منور فرمائیں۔

ملک خان مرجان صاحب

حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب نے قبائل کے وفد جو تعزیت کے لیے تشریف لائے تھے۔ کی تعارف کی اور ان کے نمائندہ ملک خان مرجان کو دعوت دی جس نے تعزیتی کلمات پیش کیے۔

قبائلی رہنما ملک خان مرجان نے تعزیتی کلمات پیش کیے۔

مفتی صالح الدین حقانی

عبدالولی خان یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے چیئرمین نے کہا: شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی رحمہ اللہ ہم سب کے استاد، شیخ اور مربی تھے، ہم اپنے اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیتے، جب میری تقرری یونیورسٹی میں ہو رہی تھی تو اس وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشورہ طلب کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ مشورہ نہیں بلکہ حکم دیتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ اور کچھ نصیحت اور وصیتیں بھی فرمائیں جس پر میں آج تک بحمد اللہ کاربند ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مرد قلندر کے درجات کو بلند فرمائیں، اور ہمارے اس مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کا نعم البدل بھی نصیب ہو۔

پروفیسر محمد ابراہیم صوبائی امیر جماعت اسلامی

مولانا سید یوسف شاہ حقانی نے جماعت اسلامی خیبر پختون خواہ کے سابق امیر پروفیسر محمد ابراہیم خان کو دعوت دی انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا: غم کے موقع پر میں جامعہ حقانیہ کے اساتذہ کرام، علماء کرام، اور حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خاندان کے ساتھ ان کے غم میں برابر شریک ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خدمات کو قبول ومنظور فرمائیں اور جنت الفردوس میں انہیں درجات عالیہ سے نوازیں۔

میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ تین سال قبل میں نے جامعہ حدیقۃ العلوم میں دورہ حدیث پڑھا اور مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو بخاری شریف کے آخری درس کی دعوت دی تھی تو انہوں نے تشریف لا کر ہمیں بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ اس لحاظ سے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں ان کے تلامذہ میں سے ہوں اور یہ اور یہ میرے لئے بہت بڑی اعزاز ہے کہ ان کے شاگرد کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت اور درجات عالیہ عطا فرمائے۔

عبداللہ گل صاحب بن جنرل حمید گل صاحب (ر)

جناب عبداللہ گل بن جنرل حمید گل مرحوم کو دعوت دی انہوں نے اپنے بیان میں کہا:

''زعمائے ملت، اساتذہ ومشائخ کرام اور طالبان علوم نبوت!

آج یہاں میرا دوبارہ آنا ہوا، تعزیتی حوالے سے ہی، اس سے قبل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے میرے والد محترم جرنیل اسلام، مجاہد کبیر جنرل حمید گل وامیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ کے لئے تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ اور اس میں آنا ہوا تھا آج دوبارہ شیخ الحدیث امام المجاہدین حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب المدنی رحمہ اللہ کی تعزیت کے لئے حاضری کا موقع ملا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال صرف کے پی کے، کے لئے نہیں، پاکستان کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے بہت بڑا المیہ ہے۔ آہستہ آہستہ ہمارے اکابر ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اسی سال یعنی 2015 کو ہم سے تین چار بڑے شخصیات جدا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام ہے ہمارے اسلاف نے ہمیں جو پیغام چھوڑا ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے کچھ آثار ملتے ہیں اور وہ یہ کہ ملک لبرل ازم کی طرف جا رہا ہے۔ وزیراعظم کا بیان سب نے سنا پڑھا ہوگا۔ ایسے حالات میں اسلاف کی تعلیمات کے مطابق ہمیں متحد ہونا ہوگا۔ منظم اور متحرک ہوں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جہاد جاری وساری رہے گا اس کو زوال نہیں۔

ہم قبائل کے ساتھ کھڑے ہیں آج کی کشمیر انہی کی مرہون منت ہے۔ جتنے حقوق اسلام آباد میں رہنے والوں کے ہیں اتنے قبائل میں رہنے والوں کی بھی ہیں اگر آج جنرل صاحب زندہ ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس سٹیج پر جلوہ افروز ہوتے۔

میں جناب سراج الحق، حافظ محمد سعید، اور مولانا فضل الرحمٰن خلیل کی موجودگی میں کہتا ہوں کہ پاکستان اسلامی ملک ہے۔ اسے نوجوانان پاکستان کبھی لبرل نہیں بننے دینگے۔ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث کے درجات بلند فرمائے۔

مولانا محمد مکی

مکہ مکرمہ سے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہ کے بھائی مولانا محمد مکی تشریف لائے تھے انہیں دعوت دیا گیا۔انہوں نے عربی میں تعزیتی کلمات پڑھے۔جس کا خلاصہ یہ تھا۔

میں آپ حضرات! بالخصوص مولانا سمیع الحق اور دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ سے شیخ عبدالحفیظ مکی کی طرف سے تعزیت کرتا ہوں ۔شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب بڑے عالم اور مرد مجاہد تھے اللہ تعالیٰ ان کے تمام خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے ۔اوران کے قبر کو روضة من رياض الجنة بنائے اوردارالعلوم حقانیہ کوان کانعم البدل نصیب فرمائے۔آمین

پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد: (چیئرمین شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور)

بہت ہی قابل احترام مولانا سمیع الحق صاحب ،مولانا سراج الحق صاحب ، پروفیسر حافظ محمد سعید اور بہت ہی قابل قدر علماء وطلبہ!

یہاں آکر عجیب کیفیت ہوتی ہے بہت ساری باتیں ہوتی ہیں کہ......

احباب جمع ہیں میؔر حال دل کہہ دے
کہ پھر التفات دوستاں رہے نہ رہے

اور

کہاں سے ابتداء کروں بڑی مشکل ہے دوستوں
کہانی عمر بھر کی ہے اورمجلس رات بھر کا

اور یہاں تووقت صرف دومنٹ کا ہے،مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ میرے براہ راست تواستاد نہیں تھے۔مگر میں نے ان کے بہت سارے بیانات سنے ہیں اس لحاظ سے میں بھی ان کا شاگرد ہوں ایک موقع پر خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے پروگرام تھا مولانا عبدالمجید ندیم صاحب تشریف لائے تھے۔انہوں نے کہا کہ ہم ضبط ولادت کے قائل نہیں ہم نظم ولادت کے قائل ہیں۔تواسطرح علماء کرام سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

پاکستان کے سطح پر بلکہ عالم اسلام کے سطح پر بڑے بڑے اکابر علماء اوراسلاف باری باری اٹھتے جارہے ہیں تو ایسی حالات میں طلبہ کرام پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے۔

عالم اسلام میں کبھی قحط الرجال نہیں رہا اور قحط الرجال ہونا بھی نہیں چاہئے ،اس امت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا فرمائیں کہ جب بھی امت پر کوئی مشکل وقت آپڑا توانہوں نے رہنمائی کی۔

میں طلبہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے اساتذہ سے وہ جوہر حاصل کریں جس سے آدمی

رجال کار میں شمار ہوتا ہے آج امت کو رجال کار کی ضرورت ہے اسی دارالعلوم کے طلبہ نے جہاد کے ذریعے سوویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بے سروسامان طلبہ نے امریکہ کو بھاگنے پر مجبور کیا۔

محترم جناب سراج الحق صاحب (امیر محترم جماعت اسلامی پاکستان)

واجب الاحترام شیخ القرآن و شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، حضرت مولانا انوارالحق صاحب، جناب حضرت مولانا انوارالحق صاحب، پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب جناب مولانا حامد الحق صاحب اور سٹیج پر تشریف قابل قدر علماء کرام مہمانان گرامی اور عزیز طلبہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج کا یہ عظیم الشان جلسہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں عوام نہیں بلکہ عوام کے نمائندے اور مقتداء تشریف فرما ہیں۔ اور منبر ومحراب کے وارثین کا اجتماع ہے اس مجلس میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارثین جمع ہیں اور میں آپ میں سے ایک فرد کو ایک نہیں سمجھتا آپ میں سے ہر فرد لاکھ لوگوں کے برابر ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہ آسمان، چاند، سورج ستاروں سے مزین ہے اور خوبصورت ہے تو اس دھرتی اور زمین کے چاند، اور تارے یہ علماء وطلبہ ہیں۔ اس لئے میرے سامنے امت کی حقیقی قیادت موجود ہے، مقتداء اور مقتدر اور دین سکھانے والے ہیں اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن "ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا" کے حقیقی علمبردار یہاں پر جمع ہیں۔

ڈاکٹر شیر علی شاہ ایک نظریے کا نام ہے

ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ اگر گوشت وپوست کا نام تھا تو وہ چلا گیا لیکن مولانا شیر علی شاہ صاحب ایک نظریے کا نام ہے، ایک عقیدے کا نام ہے، ایک فلسفے کا نام ہے، ایک مشن کا نام ہے، ایک جہد مسلسل کا نام ہے، ایک طاقت کا نام ہے، جمعیت کا نام ہے، جہاد کا نام ہے، جس کے بارے کہا گیا ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جب تک ممبر ومحراب ہے، جب تک قال اللہ وقال الرسول کی آواز ہے، جب تک مدرس اور طالب علم ہیں۔ جب تک مدرسہ اور مسجد ہے تو ان شاء اللہ وتعالیٰ مولانا شیر علی شاہ صاحب زندہ رہے گا، ان کا نام زندہ رہے گا ان کا مشن زندہ رہے گا، اور ہم سب ان کے وارثین ہیں اور ہم سب ان کے سلسلہ سے وابستہ لوگ ہیں، علماء کے ساتھ ایک زمانہ ہمارا گزرا ہے، میرے والد محترم دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے پورے ساٹھ سال درس وتدریس میں گزارے اور ان کی آخری تمنا تھی کہ مجھے حدیث پڑھاتے مسند حدیث پر دارالعلوم حقانیہ میں موت آئے۔ پچھلے دنوں جب میں آیا تھا تو مجھے مولانا سمیع الحق صاحب نے مولانا شیر علی شاہ صاحب کی وہ وصیت دکھائی جو انہوں نے بستر مرگ پر لکھی تھی اور ابھی ابھی مولانا عبدالقیوم صاحب سے آپ نے سنا بھی ہے کہ

ان کی آخری تمنا یہ تھی کہ میری کتابیں دیگر اساتذہ کو دیں۔ یا آپ خود پڑھائیں تاکہ طلبہ کا وقت ضائع نہ ہو۔مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کی وصیت پر عمل کی اورازخودان کے اسباق شروع کرائے'' مجھے یوں لگا جیسے ایک صحابی کے ہاتھ میں جھنڈا تھا جب ان کا ایک ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا اور جب وہ بھی کاٹا گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں میں جھنڈا پکڑا اور جب وہ بھی کاٹا گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے اس علم کو سینے سے لگالیا۔ جب بیٹا پاس آیا تواس نے وصیت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جھنڈا گرنے نہ پائے۔

مولانا شیر علی شاہ کی آخری وصیت

مولانا شیر علی شاہ صاحب نے بھی وصیت کی کہ میری کتاب ایک دن کے لئے بھی ایسے نہ رہے کہ اسے پڑھانے والا کوئی نہ ہو۔ میں مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ برصغیر پاک وہند کے سب سے بڑے دارالحدیث کے مسند حدیث پر بیٹھے ہیں آپ کے اس مدرسے کے اثرات افغانستان، پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں نمایاں ہمیں نظر آتے ہیں۔ ہم جہاں بھی جاتے ہیں تو وہاں حقانی فاضل حق کا درس دیتے ہوئے ملتا ہے۔اس پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

میرے بھائیوں اوردوستوں! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کابل میں بھی اسلام کی بات کہیں گے۔ ہم ہندوستان میں بھی اسلام کی بات کہے گے لیکن سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا ہے وہ یہ کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔اسلئے کہ پاکستان بنا تھا اسلام کے نام پر۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور ہمارا آئین ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا ہم اسے کبھی بھی لبرل نہیں بننے دیں گے۔

۱۹۷۳ء کی آئین پر علماء دیوبند کا اثر

میں حکومت کے لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ۷۳ کے آئین کو ذرا اٹھا کر دیکھیں جس پر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا اثر ہے جس پر مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کا اثر ہے جس پر پروفیسر عبدالغفور رحمہ اللہ کا اثر ہے ۔مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ، خان عبدالولی خان، ذوالفقار علی بھٹوان سب کے دستخط اس پر موجود ہے کہ پاکستان کیا ہے؟ پاکستان لبرل جمہوری نہیں ہے۔اس میں لکھا ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوری ہے اس لئے جو بھی کہتا ہے کہ پاکستان کو لبرل پاکستان بنانا چاہئے تو یہ لوگ آئین سے غداری اور بے وفائی کے مرتکب ہورہے ہیں۔

میرے بھائیو! میں آئین کی بات کرتا ہوں، اسی آئین میں لکھا ہے کہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ سکول میں قرآن پاک اوراسلامی تعلیمات لازمی مضمون قرار دے گی۔ میں اس آئین پر عمل درآمد کا مطالبہ کرتا ہوں۔ یہ آئین کا حصہ ہے۔